

## 21521- کیا ہم جس طرح چاہیں تصرف کر سکتے ہیں؟

سوال

مجھے اسلام کے متین ایک شبہ ہے کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟  
کیا انسان کے سب تصرفات مثلاً پیدائش اور موت اور یومیہ تصرفات اور وہ سب جس کے کرنے کا ہم سوچتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے مقدر کیا ہے اور کیا ہماری زندگی اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش سے قبل ہی مرتب کر دی تھی یا کہ ہماری لئے آزادی ہے کہ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر ہم جس طرح چاہیں کریں؟

اور مختصر طور پر یہ کہ کیا ہم جس طرح چاہیں کریں یا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے اس طرح تصرف کریں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله

آپ یہ جان لیں کہ بندوں کے کچھ احوال تو جبری ہیں یعنی بندہ ان میں مجبور ہوتا ہے اور اپنی مرضی نہیں کر سکتا مثلاً پیدائش کا دن اور جنمی اور بالوں اور آنکھوں کا رنگ اور وفات اختیار کرنا۔ تو یہ سب چیزیں الٰہی ہیں جس میں انسان کا کوئی کمزول اور اختیار نہیں بلکہ وہ اس پر مجبور ہیں اور اس اعتبار سے کہ انہیں اس پر اختیار نہیں ہے تو یہ الٰہی چیزیں ہیں جن سے نہ جنت اور نہ ہی جہنم مرتب ہوتی ہے اور نہ ہی عذاب اور نعمتیں ملتی ہیں۔

اور بعض ایسے افعال میں جن میں انہیں اختیار ہے مثلاً ایمان اور کفر اختیار کرنا اور دنیاوی معاملات میں کھانے پینے اور رہائش کا اختیار کرنا۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے اور تقدیر سے خارج نہیں لیکن یہ کیسے ہو گا؟

ایمان بالقدر یہ ارکان ایمان میں سے ہے مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ یہ نہ تسلیم کر لے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"بیکہ ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے" (القرآن 49)

بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے القادر اور القدير اور المقدیر بھی ہے۔

اور مسئلے کی اصل اور بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم اور قدرت اور مشیت سے متصف ہے۔

تو اس بنابر: جب کام کرنے والے کوئی کام کرتے ہیں چاہے وہ گناہ یا اطاعت والے کام ہوں تو یقیناً انہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے بلکہ اسے تو ازال سے ہی علم ہے جبکہ ابھی مخلوقات پیدا بھی نہیں کی گئیں تھیں۔

تو پھر علم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاس لکھا تو پھر جب ان کاموں کے کرنے والوں نے یہ کام کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کے لئے یہ چاہا تو اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرپاٹے پھر وہ قادر بھی ہے تو اس نے اس فعل کو پیدا فرمایا کیونکہ وہ اسے کرنے والے کا خالق ہے۔

تو اس نے بندوں سب افعال اللہ تعالیٰ کے پاس لکھے ہوئے ہیں کیونکہ یہ پہلے ہی اس کے علم میں تھے تو اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان افعال پر مجبور کیا ہے بلکہ انہیں تو ان افعال کے کرنے میں اختیار ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ہم نے اسے راہ دکھادی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ تاشکرا" الانسان / 3

لیکن ان کے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرا نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی چیز پر مجبور نہیں کرتا۔

امام ابن ابی العزا الحنفی اسی مسئلہ میں فرماتے ہیں :

اگر یہ کہا جائے کہ : اللہ تعالیٰ اس کام کا ارادہ کیسے کرتا ہے جبے وہ پسند نہیں کرتا اور اس پر راضی نہیں ہے ؟

اور اسے کیسے چاہتا اور اس کی تکوین کیسے کرتا ہے ؟ تو اس کام کے لئے اس کا ارادہ اور بعض اور ناپسندیدگی یہ سب کیسے جمع ہو سکتے ہیں ؟

تو اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ یہی وہ سوال ہے جس نے لوگوں کو فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ان کے راستے اور اقوال علیحدہ اور مختلف ہو گئے ہیں۔

تو آپ یہ جان لیں کہ مراد کی قسمیں ہیں۔ مراد نفسہ۔ اور مراد بغیرہ۔

مراد نفسہ :

یہ وہ ہے جو کہ ذاتی طور پر مطلوب اور محبوب ہے اور اس میں جو خیر پائی جاتی ہے وہ مراد ہے جو کہ ارادہ مقاصد اور غایت ہے۔

مراد بغیرہ :

ہو سکتا ہے وہ ارادہ کرنے والے کو مقصود نہ ہو اور ذاتی اعتبار سے بھی اس میں کوئی مصلحت نہ ہو اگرچہ وہ اس کے مقصود اور مراد کا وسیلہ ہو تو وہ اس کے لئے ذاتی اور نفسی طور پر مکروہ ہے۔ اسے ارادہ تک پہنچانے کے لحاظ سے اس کی مراد ہے۔

تو اس میں دو چیزیں جمع ہوں گی۔ اس کا بعض اور ارادہ باوجود اسکے متعلق کے اعتبار سے ان میں اختلاف ہے آپس میں ایک دوسرے کے منافی نہیں۔

یہ اسی دوائی کی طرح ہے جو کہ ناپسند ہو لیکن جب کھانے والے کو یہ پتہ چل جائے کہ اس میں شفاء ہے اور جسم کی بقاۓ کے لئے اس عضو کو جو دکھایا جا چکا ہو جسم سے کاٹ دینا اور اسی سے جب یہ معلوم ہو کہ یہ مراد اور محبوب تک پہنچا دے گی تو اس مشقت والی مسافت کو طے کرنا۔

بلکہ عقل مند تو اس مکروہ اور ناپسند کو جی چنے گا ظن غالب میں اس کا ارادہ اگرچہ اس کا انجام اس سے مخفی ہی کیوں نہ ہو تو پھر وہ جس پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے اس سے کیسے ہو سکتا ہے۔

تو اللہ سبحانہ کسی چیز کو ناپسند کرتا ہے تو کسی دوسرے کی بناء پر اسکے ارادہ کے منافی نہیں ہے اور اس اعتبار سے کہ وہ کسی کام کا سبب ہے اسے زیادہ محبوب ہے۔

اور اسی سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو پیدا فرمایا جو کہ فساد کی بڑھتی ہے اور ادیان اور اعمال اور احتجادات اور ارادوں میں فساد کرتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا وسیلہ ہے جو کہ اس کی مخلوق پر مرتب ہوتی ہے اور تو اسے اسکا موجود ہونا نہ ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

شرح عقیدہ طحاویہ/252-253

واللہ اعلم۔